حج کا پیغام

امت مسلمہ کے نام

(از)

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن پالنپوری (کاکوسی)

(باہتمام)

مولانا علی حسن مظاہری

ناظم دار العلوم امدادیہ گڑھی یمنا نگر

ناشر

شعبہ نشر واشاعت دار العلوم امدادیہ گڑھی یمنا نگر

فہرست مضامین

☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆

☆ ☆

☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰه وكفى وسلام على عباده الذين

اصطفى. امابعد

قال الله تبارك وتعالىٰ واتموا الحج والعمرة لله.

چار فریضے عطا فرما کر ذہن سازی کی گئ

میرے محترم دوستو! عزیزو اور بزرگو!

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں کو ایمان کے بعد چار فریضے عطا فرمائے جو اسلام کے بنیادی ارکان ہیں: نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔

ان چاروں سے انسان کی ذہن سازی کی گئی، نماز عطا فرما کر یہ ذہن سازی کی گئی کہ میرے بندے تو نماز میں جس طرح مکمل میرے تابع ہوتا ہے، جو کہا گیا وہ کرتا ہے اور جتنا کہا گیا اتنا کرتا ہے اور جہاں کہا گیا وہاں کرتا ہے۔

نماز میں کوئی آدمی اپنی مرضی سے کوئی عمل نہیں کرتا رکوع کرو تو رکوع کرتا ہے، ایک مرتبہ رکوع کرو تو ایک ہی مرتبہ کرتا ہے، قیام کے بعد رکوع کرو تو قیام

کے بعد رکوع کرتا ہے، کوئی یوں سمجھے کہ سجدہ میں اللہ سے بڑا اقرب ہوتا ہے، لاؤ دو کی جگہ تین سجدے کرلیں کہ —— نا دو ہی سجدے کہا گیا ہے۔

نماز والا مزاج

تو میرے بندے تو جس طرح نماز میں مکمل طریقہ پر حرکات وسکنات، اپنے اعضاء، وجوارح اور عقل وسوچ ہر اعتبار سے تو میرے تابع ہوتا ہے اسی طرح باہر کی زندگی میں بھی ہر شعبہ میں تو اپنے آپ کو میرے تابع کردے، تیری تمامتر کامیابی کے راز اسی میں چھپے ہوئے ہیں تجھے سمجھ میں آئے تو —— اور نہ سمجھ میں آئے تو۔

اپنی تمامتر خواہشات کو شریعت کے تابع کردے، تیرے ایمان کی تکمیل اس کے بغیر نہیں ہوسکتی، حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"لا یومن احد کم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به"

"کہ تم میں کا کوئی کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنی خواہشات کو میرے دین کے تابع نہ کردے"۔

روزہ والا مزاج

کہ بندہ روزہ رکھ کر کھانے پینے اور خواہشات سے بچتا ہے اس میں یہ مزاج پیدا ہوجائے کہ اللہ کے حکموں پر تقاضے .... اجائے، روزہ تو صرف رمضان میں رکھتا ہے اس کے علاوہ فرض نہیں، مگر روزہ ایسا رکھے کہ اللہ کے حکموں پر تقاضے کو وبانا آجائے۔

دوعبادتیں اصل اور دو تابع ہیں

نماز اور حج یہ دو اصل ہیں زکوٰۃ اور روزہ یہ دونوں تابع ہیں، نماز میں بندہ کو اللہ کی طرف متوجہ کیا اور توجہ الی اللہ کے لئے مال و دولت حارج تھی تو اس کی محبت دل سے نکالنے کے لئے زکوٰۃ رکھی گئی۔

اور حج سے مشق کرائی گئی ساری چیزیں چھڑوانے کی، حج مجموعہ تروک کا نام ہے، ساری ہی مرغوبات حج میں چھڑوائی گئی اور انسان کا ذہن یہ بتایا گیا کہ یہ ساری چیزیں تیرے لئے عارضی ہے میادی نہیں ہے اور روزہ ایک وقت پر تجھے سب کو چھوڑ دیتا ہے، ماں کے پیٹ سے تو جس طرح دنیا میں آیا تھا اسی حال میں تجھے دنیا سے جانا ہے۔ عالم کا یہ سارا کارخانہ اور یہ رنگ روپ، یہ چمک دمک سب تیری آزمائش کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”انا جعلنا ما علی الارض ذینۃ لھا لنبلوکم ایکم احسن عملاً۔“

عبادت کی حقیقت غایت تذلل ہے

کیونکہ عبادت کی حقیقت غایت تذلل ہے یعنی ذلت اختیار کرنا، یہ نماز میں پایا جاتا ہے اس لئے کہ نماز میں اس کے اذکار و ہیئت میں تذلل ہے ہاتھ باندھ کر نوکروں کی طرح کھڑا ہونا، رکوع میں گردن جھکانا یہ اظہار ذلت ہے مسجد میں ناک و پیشانی زمین پر رگڑنا یہ بھی اظہار ذلت ہے پھر ہاتھ باندھنا، ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا،

بھیک مانگنا یہ انتہائی تذلل ہے۔

الغرض! نماز میں بندے کے سامنے اپنی ذلت اور اللہ کی عظمت ہوتی ہے یہی صورت حج میں بھی ہے حج میں بھی ہر عمل میں بندہ اپنی ذلت کا اظہار کرتا ہے اپنے آپ کو خالق کے دربار میں دیوانوں کی طرح پیش کرتا ہے بس یہ دونوں اصل عبادتیں ہیں رہ گئی زکوٰۃ تو زکوٰۃ حقیقی معنی میں عبادت نہیں بلکہ تعمیل حکم کی وجہ سے عبادت بن گئی کیونکہ زکوٰۃ میں اعطاء ہے یعنی فقراء ومساکین کو دینا تو عطا یہ اللہ کی صفت ہے اس میں ذلت نہیں ہے بلکہ ایک گونہ تشبہ بالخالق ہے۔

اور روزہ کے اندر استغناء ہے کھانے پینے سے اور بیوی سے۔ اور یہ شان ہے اللہ تعالیٰ کی کہ وہ بیوی سے بری اور پاک، کھانے پینے سے بری اور پاک ہے تو یہ تشبہ بالخالق ہو گیا اس میں ذلت کی کیا بات ہے یہ تو عین عزت ہے۔ لہٰذا حقیقی معنی کے اعتبار سے روزہ بھی عبادت نہیں البتہ زکوٰۃ اور روزہ تعمیل حکم کی وجہ سے عبادت بن گئے اصل عبادت دو ٹھہریں نماز اور حج۔ (افادات حکیم الاسلام)

نماز عقلی عبادت ہے اور حج عشقی عبادت ہے

پھر نماز اور حج میں یہ فرق ہے کہ نماز عقلی عبادت ہے۔

نماز میں تو حکم ہے کہ ادب کا پاس ولحاظ رکھو، معرفت وشعور کے ساتھ آؤ، غفلت والا پرواہی نہ ہو، بے ادبی اور گستاخی نہ ہو، ہاتھ بھی صحیح طریقہ پر باندھو، نگاہیں بھی ادھر ادھر نہ دوڑاؤ، وقار وسنجیدگی کے ساتھ نماز میں آؤ —— اور حج میں

—— کہ حج میں عقل کا کام نہیں، حج کے سارے ارکان عقل سے بالاتر ہیں، کوئی ایک رکن بھی عقل میں نہیں آتا —— ادھر ادھر چکر کاٹ رہے ہو، گھوم رہے ہو، پتھر کو چوم رہے ہو، اکڑ کر چل رہے ہو در و دیوار کو بوسے دے رہے ہو —— کیوں؟ اسلئے کہ یہ عشقی عبادت ہے، عاشقوں اور دیوانوں والے سارے کام ہیں۔

نماز میں مستحب حج میں مکروہ

اس لئے جو چیزیں نماز میں مستحب ہیں وہ حج میں مکروہ ہیں اور جو حج میں مستحب ہیں وہ نماز میں مکروہ ہیں، نماز میں تو یہ حکم ہے کہ کپڑے صاف ستھرے ہو، خوشبو بھی لگاؤ، خدا کے دربار میں بن سنور کے آؤ —— مگر حج میں حکم یہ ہے کہ عمدہ لباس بھی چھوڑ دو، خوشبو بھی نہ لگاؤ، زیب و زینت بھی نہ کرو، بال نہ بناؤ، میل نہ نکالو، کیونکہ "الحج العج الثج" گرد آلود ہونا، بکھرے ہوئے بال ہونا —— تو جو چیزیں نماز میں مستحب تھیں وہ حج کے مکروہات وممنوعات میں آگئیں۔

نماز میں حکم ہے کہ رکعت پانے کے لئے دوڑ ومت "لا تاتوھا وانتم تسعون"، یعنی بچوں کی طرح دوڑ کر مت آؤ۔ "واتوھا وانتم تمشون" متانت و سنجیدگی سے آؤ —— مگر حج میں یہ متانت ختم کر دی، یہاں یہ حکم ہے کہ کہیں دوڑو، کہیں بھاگو، کہیں سینہ ابھار کر چلو، یہاں بالکل نماز کا برعکس ہے۔

دین میں عقل وعشق دونوں کی ضرورت ہے

غرض دین میں عقل و معرفت بھی درکار ہے اور عشق ومحبت بھی، اگر عشق ہی

عشق ہو، عقل و معرفت بالکل نہ ہو تو وہ جاہلانہ عشق ہے، نرا عشق کافی نہیں۔

اگر صرف عقل ہی عقل ہو، عشق و محبت کا نام نہ ہو تو یہ فلسفہ ہوگا، انسان ترقی کے مدارج اس سے طے نہیں کرسکتا، دین میں کمال اور انسانیت کی تکمیل کے لئے دونوں کی ضرورت ہے، جہاں عقل و معرفت کی ضرورت ہو وہاں عقل و معرفت سے کام لے اور جہاں عشق و محبت کی ضرورت ہو وہاں عقل کو پیچھے ڈال دے۔

محض عقل و معرفت گمراہی کا ذریعہ

شیطان جو راندۂ درگاہ ہوا وہ صرف اسی لئے ہوا کہ اس میں عشق و محبت کا مادہ نہیں تھا، محض عقل پرستی سے کام لیا؟ ورنہ کمال میں وہ کم نہیں تھا اس کے پاس علم بھی تھا، بہت بڑا عالم تھا، معرفت بھی تھی بہت بڑا عارف تھا، عبادت بھی تھی بہت بڑا عابد تھا——مگر کمی چوتھے عین کی تھی عاشق نہ تھا۔

حج کا پہلا انعام

گویا حج اپنا پہلا پیغام امت کے سامنے یہ پیش کرتا ہے کہ

اے مسلمان! تیری زندگی حقیقی کامیابی اسی وقت آسکتی ہے جب تو اللہ کے حکموں پر اور حضورؐ کے طریقوں پر اپنے آپ کو مکمل تابع کردے، زندگی کے ہر شعبہ میں اوامر الٰہیہ کو پورا کرنے کا پابند ہوجا، عقلی گھوڑے مت دوڑا، شریعت کے ہر حکم کا تری سمجھ میں آنا کوئی ضروری نہیں ہے۔

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن　　　　کہ جا ناسپر باید انداختن

ہر جگہ عقلی گھوڑے نہیں دوڑائے جا سکتے، بلکہ بہت سی جگہ ایسی آتی ہیں جہاں سپر ڈال اپنی پڑتی ہے۔

اس لئے فرمایا: "یا ایها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافه و لا تتبعوا خطوات الشیطان"

"اپنے اندر عشق کی کیفیت پیدا کرو عاشق عمل میں حکمتیں نہیں ڈھونڈتا وہ تو بس حکم کا منتظر رہتا ہے جہاں حکم کیا اور لپک گیا"۔

حج میں سب سے پہلے کھانا پینا چھڑوانے کی مشق

حج میں انسان کو ساری چیزیں چھڑوانے کی مشق کروائی جارہی ہے۔ مرغوبات نفس میں سب سے اعلیٰ چیز کھانا پینا ہے یہی وجہ ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی کھانے پینے کی خواہش کرتا ہے اوراس کے لئے روتا ہے جب ماں اسے دودھ دے دیتی ہے تو وہ خاموش ہوجاتا ہے لہٰذا حج میں سب سے پہلے مرغوبات نفس میں کھانا پینا چھڑوانے کی مشق کرائی گئی۔

اس کے لئے اس سے پہلے رمضان کا مہینہ دیا گیا تو گویا رمضان حج کے مقدمات میں سے ہے رمضان کے ذریعہ کھانا پینا چھڑوایا، دوسرے نمبر پر بیوی کو چھڑوایا کہ رمضان میں تم اپنی بیوی کو بھی چھوڑ دو۔ (افادات حکیم الاسلام)

حج میں گھر چھڑوانے کی مشق

رمضان میں کھانا چھوڑنے کی مشق ہوگئی بیوی کو چھوڑ دیا اب مرغوبات نفس

میں تیسرا درجہ ہے گھر کا گھر بھی آدمی کے لئے بہت ہی عیش وراحت کی چیز ہوتی ہے آدمی گھر میں رہتا ہے تو اس کو کسی طرح کی کوئی فکر نہیں رہتی تو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف رکھ دیا کہ اب تک تو کھانا پینا اور بیوی کو چھوڑا تھا اب گھر کو بھی چھوڑ دو۔

حج میں وطن کو بھی چھڑوایا گیا

جب رمضان کا آخری عشرہ پورا ہوا اور اعتکاف بھی مکمل ہو گیا تو یکم شوال سے حج کے مہینے شروع ہوئے اب حاجی سے کہا گیا کہ اپنا وطن بھی چھوڑ دو اس لئے کہ اپنے وطن میں رہ کر آدمی اپنی ایک شان جتاتا ہے غرور و گھمنڈ میں مبتلا ہوتا ہے کہ یہ میرا وطن ہے، یہ میرا شہر ہے، یہ میرا گھر ہے، تو اب گھر گیا، شہر گیا اور وطن بھی گیا۔

اب لباس بھی چھڑوایا گیا

اس کے بعد تعیش کے سامانوں میں دوسرا درجہ ہے لباس کا، لباس سے آدمی اپنی ایک شان جتاتا ہے، وقار حاصل کرتا ہے۔ تو اب میقات سے پہلے اپنا رات دن والا لباس بھی ترک کروایا گیا ـــــ کہ اب وہ لباس نہیں پہن سکتے جو عام طور پر پہنا کرتے تھے، روزانہ والا اپنا قیمتی لباس اتارو۔

شاہانہ لباس اتار دو

یہ کوٹ یہ پتلون اتار دو

یہ صدری یہ چوگا اتار دو

یہ اعلیٰ اور نفیس لباس اتار دو

امیری چھوڑ دو

فقیری اختیار کرلو

جوتا بھی ایسا پہنو جس کی ہیئت ترکیبی سے پیر ننگا نظر آئے، سب ایک ہی لباس میں وہی کفن والی دو چادریں ـــــ شروع ہی میں احساس پیدا کر دیا کہ کس بات پر اکڑتے ہو تمہارا انجام یہی لباس ہے حج ہر ایک کو یہ احساس دلا رہا ہے کہ جتنا چاہے کو دلو، جتنا چاہے ٹھاٹھ کرلو ـــــ تمہارا اینڈ اور انجام یہی ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز

سب کا ایک ہی لباس، زبان مختلف مگر لباس ایک

وطن مختلف مگر لباس ایک

رنگ مختلف مگر لباس ایک

غریب ہو ـــــ یا امیر ہو

سرمایہ دار ہو ـــــ یا فقیر ہو

عالم ہو ـــــ یا اَن پڑھ ہو

شہری ہو ـــــ یا دیہاتی ہو

کالا ہو ـــــ یا گورا ہو

ڈاکٹر ہو ـــــ یا انجینئر ہو

ہر ایک ایک ہی لباس میں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

تم جو ہو، جہاں کہیں کے ہو، دنیا کی جس سمت میں رہتے ہو انہیں دو چادروں کے پاس ہمارے پاس آنا ہے۔

ترانہ بھی سب کا ایک

سب کو ایک فقیرانہ حالت میں بنا دیا، سب کی زبان پر نعرہ جاری کروایا۔ لبیک کا، سب کا نعرہ ایک

وطن چاہے الگ ہو ——— نعرہ ایک

زبان چاہے الگ ہو ——— نعرہ ایک

علاقہ چاہے الگ ہو ——— نعرہ ایک

رنگ وروپ چاہے الگ ہو ——— نعرہ ایک

اس ذات کا تلبیہ بلند کرو جس کو ہمیشہ رہنا ہے جس پر کبھی کوئی تغیر نہیں آئے گا جو کبھی عاجز و بیکس نہیں ہوگا جو کبھی محتاج نہیں ہوگا جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا جس کا حکم ہمیشہ چلے گا جو حی قیوم ہے جس کی پوری کائنات پر حکومت ہے۔

لگاؤ نعرہ اس کی عظمت و بڑائی کا

لگاؤ نعرہ اس کی وحدانیت کا

لگاؤ نعرہ اس کی یکتائی کا

لگاؤ نعرہ اس کی صمدیت کا

پہاڑی ایک ہی آوام میں گونج رہی ہیں، وادیاں ایک ہی آواز میں گونج رہی ہیں۔

”لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک

ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک “

حج کی حقیقت

ایک ترانے کے ساتھ حاجی جا رہے ہیں کیوں؟

حج کی حقیت کیا ہے؟

حج نام ہے اللہ کے محبوب بندوں کی اداؤں کا، وفاؤں کا، اللہ کو اپنے محبوب بندوں کی ادائیں، وفائیں پسند آ گئیں تو اللہ نے ان کو حج کا شعار بنا دیا، حج کے ارکان بنا دیا۔

سیدنا ابراہیمؑ کی ادائیں اور وفائیں

سیدنا اسماعیلؑ کی ادائیں اور وفائیں

سیدنا ہاجرہ کی ادائیں اور وفائیں

سیدنا محمد رسول اللہﷺ کی ادائیں اور وفائیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے ان محبوب بندوں کی اداؤں کو، ان کی قربانیوں کو، ان کی وفاؤں کو قیامت تک کے لئے حج کے ارکان میں شامل کر دیا اور حکم دے دیا کہ میرے ان بندوں کی نقل اتارو اسی کا نام حج ہے۔

لبیک کا ترانہ کیا ہے؟

حاجی سے ذرا پوچھو لبیک کا ترانہ کیا ہے؟ سب ایک ہی ترانہ کیوں پڑھ رہے ہیں کہ جی ——— حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنے لختِ جگر کو خدا کے نام پر قربان کرنے کے لئے آواز دی تو اسماعیل نے کسی طرح کا چوں چرا نہیں کیا بلکہ لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو گئے۔

اللہ کو اپنے بندے کی ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک حاجی کو حکم دے دیا کہ دنیا کی ہر سمت سے آنے والا حاجی میرے بندے اسماعیل کی نقل کرے اور **لبیک اللھم لبیک** کہتا ہوا میرے دربار میں آئے، کیوں؟

اس لئے کہ حج نام ہے خدا کے محبوبوں کی اداؤں کا۔

حجرِ اسود کا بوسہ

اب حاجی آ گیا حجرِ اسود پر، حکم دیا کہ اس منہ رکھ دو، اس پر لب رکھ دو، اسے محبت سے چوم لو، کیوں؟ اجی یہ تو پتھر ہے اسے کیوں چومیں؟

اس پر کیوں ہونٹ رکھیں؟

اس پر کیوں منہ رکھیں؟

اس لئے کہ حج نام ہے خدا کے محبوب کی اداؤں کا، خدا کے محبوب کی وفاؤں کا سید الانبیاء تاجدارِ مدینہ نے اس کو چوما تھا، بوسہ دیا تھا ——— اللہ کو اپنے محبوب بندے کی ادا پسند آ گئی قیامت تک حکم دیا کہ اسے چومو، اس کو بوسہ دو۔

جب اس پتھر کو چوموگے وہ تمہارے گناہوں کو کھینچ لے گا۔

فاروق اعظم کے نعرہ توحید

میرے آقا نے اس پتھر کو چوما ہے تو تمام صحابہ نے چوما ہے لیکن عجیب بات ہے کسی نے کچھ نہیں کہا، لیکن فاروق اعظمؓ جب آتے ہیں تو اس پتھر سے مخاطب ہوئے "انی لا علم انک حجر ماتنفع ولا تضرولو لا انی رأیت رسول اللہؐ یقبلک ما قبلتک" (بخاری ومسلم)

اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے۔

لا تنفع ولا تضر ——تو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔

اس کے باوجود میں تجھے اس لئے بوسہ دیتا ہوں۔

لولا رأیت رسول اللہؐ یقبلک ماقبلتلک —— میں نے میرے آقا کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نا دیکھا ہوتا تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا فاروق اعظمؓ نے قیامت تک امت کو توحید کا سبق پڑھا دیا۔

پتہ چلا حج نام ہے خدا کے محبوب کی اداؤں کا اور وفاؤں —— یہ عشق ومحبت کے الفاظ ہیں اگر شرعی اور علمی الفاظ بولتے ہیں تو کہہ لیجئے سنت واطاعت۔

طواف میں اکڑ کے چلو

حجر اسود کا بوسہ دیکر حاجی نے طواف شروع کر دیا —— حکم ہوتا کہ اکڑ

کے چلو، پہلوانوں کی طرف کندھے ہلاتے ہوئے چلو قوت وشجاعت کا اظہار کرو، کیوں؟

اس لئے کہ عمرۃ القضاء کے سفر میں کفار ومشرکین نے مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر طعنے دینے شروع کردئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے کہا کہ اپنے صحابہ سے کہو کہ ذرا اکڑ کے چلیں ار کندھے ہلاتے ہوئے چلیں تا کہ انہیں بھی پتہ چل جائے کہ یہ جسم وجان کے نحیف اندر سے بڑے طاقتور ہیں۔

خدا کو اپنے محبوب کی اور محبوب کے محبوبوں کی ادائیں پسند آگئیں اس کو طواف کا جز بنایا دیا اگرچہ اب وہ خاص سبب نہیں رہا۔

اگرچہ اب وہ دشمن نہیں رہے

تو کیا اب رمل بند کردیا جائے ـــــــ نہیں نہیں یہ تو میرے محبوب کی اور محبوب کے یاروں کی ادا ہے۔ اسے قیامت تک جاری رہنا ہے۔

ملتزم سے چمٹ کر مانگو

طواف ہوگیا اب آجاؤ ملتزم پر بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کے بیچ میں بیت اللہ کی دیوار کا چھائی گز کا حصہ اس کو ملتزم کہتے ہیں۔ بیہقی کی روایت ہے حضرت شعیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے چمٹ کر دعائیں مانگو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس جگہ پر آئے اپنے رخسار ملتزم پر رکھ دیئے سینہ رکھ دیا اور ہاتھوں کو پھیلا کر چمٹ گئے پھر فرمایا یہ مالک کا دروازہ ہے اس سے اپنی دنیا مانگو،

آخرت مانگو، رزق کی وسعت مانگو، عافیت مانگو، اپنے لئے مانگو، اپنے ماں باپ کے لئے مانگو، اولاد اور خاندان کے لئے مانگو، پوری امت کے لئے مانگو اس کے خزانے بہت وسیع ہیں جس زبان میں چاہے مانگو، وہ ہر زبان کو سنتا ہے ایک ساتھ سنتا ہے۔

اُردو میں مانگو——عربی میں مانگو

تامل میں مانگو——ہندی میں مانگو

انگریزی میں مانگو——فارسی میں مانگو

گجراتی میں مانگو——پنجابی میں مانگو

براہ راست اس سے مانگو، اسکے واسطوں کی ضرورت نہیں وہ کہتا ہے "نحن اقرب الیه من حبل الورید" ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

حاجی اب مقام ابراہیم پر

اب حاجی آیا مقام ابراہیم پر اس کو حکم ہوا کہ یہاں دو رکعت طواف کی پڑھو کیوں؟ فاروق اعظمؓ کے دل میں ایک مرتبہ خیال آیا کہ یہاں دو رکعت پڑھی جائے فاروق اعظمؓ کی رائے کو ان کی بات کو اللہ نے قران بنا دیا، جبریل امین حکم لیکر آ گئے۔

"فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلے" مقام ابراہیم کو سجدہ گاہ بناؤ۔

مقام ابراہیم کیا ہے؟ باپ اور بیٹے ابراہیم و اسماعیل جب اللہ کے حکم سے بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے، عمارت جب بلند ہوئی، تو اس پتھر کو اللہ نے شرف بخشا اس پتھر پر کھڑے ہو کر ابراہیم نے بیت اللہ کی تعمیر کی، خدا کی قدرت اور ابراہیم کا

معجزہ کہ وہ پتھر خود ہی خود بلند ہوتا جاتا تھا، اپنے بندے کی اس ادا کو قیامت تک باقی رکھنے کے لئے اللہ نے ابراہیم کے قدم کے نشانات لگوادئے، کہ یہ وہ پتھر ہے جس پر ہمارے بندے ابراہیمؑ کھڑے ہوکر ہمارے گھر کی تعمیر کررہے تھے۔

حاجی صفامروہ پر

اب حاجی صفا پر آتا ہے قرآن کہتا ہے ''ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ'' ''صفامروہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے ہے''

صفا مروہ کی سعی ہورہی ہے حاجی دیوانہ وار کبھی صفا سے مروہ کی طرف کبھی مروہ سے صفا کی طرف جارہا ہے، اور بیچ میں دوہری ٹہنیوں کے درمیان دوڑ کر چلتا ہے—— کیوں؟

یہ بھی کسی کی ادا ہے وفا ہے؟

ابراہیمؑ نے ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسماعیل کو جب وادیٔ غیر ذی ذرع میں چھوڑا تھا، توشہ ختم ہوگیا بیٹا پیاس سے بلک رہا ہے ماں کی ممتا! ماں بے تاب ہوکر صفا مروہ کے سات چکر کاٹتی ہے،.....................تو اسماعیل نظر نہیں آرہے تھے اس لئے دوڑتی ہوئی گذرتی تھی۔ اللہ کو اپنی بندی کی ادا پسند آگئی قیامت تک حاجیوں کو حکم دے دیا کہ میری بندی کی نقل اتارو، سات چکر کاٹو، اور میلین اخضرین میں وہ دوڑی تھی تم بھی دوڑو—— اپنی بندی کی اس ادا پر اللہ نے جبریل امین کو بھیجا اور جہاں بیٹے کے پاؤں تھے وہاں ٹھوکر ماری اور زمزم کا چشمہ جاری کروایا،

میری رحمت جوش میں آ گئی۔

حاجی منیٰ وعرفات میں

حاجی کو سارے تعیّشات چھڑوانے کی مشق کراتے کراتے یہاں تک لائے، گھربار چھوڑا کھانا پینا چھوڑنے کی بھی مشق ہوئی، وطن بھی چھڑوایا، مکہ آ کر عمرہ پورا ہوگیا۔

اب حج کے دنوں میں حاجی سے کہا گیا مکہ چھوڑو، مکہ بھی تو شہر ہے، یہاں بھی سامان عیش فراہم ہیں، ابھی شہری زندگی باقی ہے، اس لئے پانچ دن حج کے رکھے گئے، کہ اس شہریت کو بھی چھوڑ واور جاؤ منی اور عرفات کے میدان میں، اب عرفات میں جا کر خیمے لگوادئے تو اس طرح سرے سے شہر بھی چھوٹ گیا جنگل وریگستان میں پڑے ہوئے ہیں، خدا کے سامنے گڑگڑا رہے ہیں، اس کی بڑائی بیان کررہے ہیں، اپنی بےکسی وبےبسی کا اظہار ہورہا ہے۔عرفات کا پورامیدان حاجیوں سے بھرا ہوا ہے، فقیرانہ اور درویشانہ شان کے ساتھ سب اللہ کی طرف متوجہ ہیں۔

روسول اللہؐ نے فرمایا کوئی دن ایسا نہیں ہے؟ جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ اپنے بندوں کے لئے جہنم سے آزادی اور رہائی کا فیصلہ کرتا ہے۔

”وانه ليدنو ثم يباهي بهم الملئكة فيقول ماارادهؤلاء“

اس دن اللہ اپنے بندوں کے بہت ہی قریب ہوجاتا ہے اور ان پرفخر کرتے ہوئے فرشتوں سے کہتا ہے:

ماارادھؤلاء دیکھتے ہومیرے یہ بندے کس مقصد سے آئے ہیں؟

عرفات سے حاجی مزدلفہ میں

جنگل و بیابان میں تو آ گئے مگر ابھی تو خیمے لگے ہوئے ہیں، اسے چھوڑ دو، تو عرفات سے مزدلفہ رکھ دیا وہاں کا وقوف واجب قرار دیا۔

وہاں جو وقوف واجب قرار دیا وہ حصہ اکثر صبح صادق کے بعد قرار دیا، اور رات میں عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء ملانے کا حکم دے دیا تو رات میں ہی لوگ مزدلفہ پہنچ جاتے ہیں، وہاں نہ خیمے ہیں نہ ڈیرے ہیں، اس لئے کہ دس گھنٹے کے لئے کون شہر بساتے تو تمام حاجی ایک ہی لباس میں ایک ترانے کے ساتھ ریگستان میں پہاڑوں کے اوپر پڑے ہوتے ہیں، نیچے زمین کا فرش ہے اوپر آسمان کی چھت ہے۔

دس ذی الحجہ کو نفس کی قربانی

اب رہ گیا نفس تو دسویں تاریخ کو حکم دے دیا کہ جان بھی ہمارے راستے میں دے دو ——— یہ تو اللہ تعالیٰ نے فضل فرما دیا کہ خود آدمی کا نفس نہیں لیا بلکہ نفس کے بدلہ میں دوسرا نفس بطور فدیہ کے لے لیا لیکن دراصل وہ تمہارا ہی نفس قربان ہو گیا، تو وہاں جا کر آدمی کا نفس بھی چھوٹ گیا، اب دین کے معاملہ میں سارے جذبات ختم، دین کے سامنے ایمان والے کی مثال "کالمیت فی ید الغسال" تو ج

درحقیقت تروک کا مجموعہ ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ آدمی اپنے اندر یہ کیفیت پیدا نہ کر سکے، اسی لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے حج مبرور مانگا کرو۔

حدیث میں ہے "الحج المبرور له جزاء الا الجنة" "حج مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے" حج مبرور کی تشریح میں حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔

حج مبرور اس کو کہتے ہیں کہ حج کے بعد حاجی کی زندگی میں تبدیلی آجائے۔

جمرات پر رمی

اسی دوران جمرات پر رمی کروائی گئی، یہ کیا ہے؟

سیدنا ابراہیم جب اپنے بیٹے اسماعیل کو قربان کرنے کے لئے لیکر چلے تو راستہ میں تین جگہ شیطان نے آکر ارادے سے باز رکھنا چاہا، ابراہیم سے کہا:

ابراہیم! بھلا باپ بھی بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ ابراہیمؑ نے سات کنکریاں ماری پھر دوسرے جمرہ کے پاس آیا، پھر سات کنکریاں ماری پھر تیسری مرتبہ آتا اور بہکانا چاہا ابراہیمؑ نے پھر کنکریاں ماری۔

اپنے بندے ابراہیمؑ کی ادا اللہ کو اتنی پسند آئی کہ قیامت تک حاجیوں کو حکم دے دیا کہ تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارو، تمہیں شیطان نظر آئے نہ آئے مگر میرے خلیل کی سنت کو زندہ کرو۔

کیونکہ حج نام ہے اللہ کے محبوب بندوں کی اداؤں کا، وفاؤں کا۔

سیدنا ابراہیمؑ کے ادائیں

سیدنا اسماعیلؑ کی ادائیں

سیدنا ہاجرہ کی ادائیں

سیدنا محمد رسول اللہؐ کی ادائیں

اللہ تعالیٰ نے ان اداؤں کو حج بنا دیا۔

حج کا پیغام

حج کا پہلا پیغام

حج ہر حاجی کو پہلا پیغام یہ دیتا ہے کہ اپنی آخرت کی اصل تیاری کرلو۔

حج کا دوسرا پیغام

یہ ہے کہ تمہاری تمام تر کامیابی کے راز بے چوں و چرا اللہ کے حکموں کو ماننے میں ہے، جب اللہ کا حکم آجائے سر تسلیم خم کرو، حکمتیں تلاش نہ کرو۔

دنیا چندروزہ ہے چھوٹنے والی ہے

تیسرا پیغام

حج اجتماعیت کی تعلیم دیتا ہے کہ تمہاری تمام تر کامیابی کا راز تمہاری اجتماعیت میں ہے، اجتماعیت پر ہی اللہ کی مدد ہے۔

چوتھا پیغام

حج مساوات کا درس دیتا ہے کہ ہر ایک اللہ کے یہاں برابر ہے کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ''کلھم من آدم و آدم من تراب'' تم سب کے سب آدمؑ کی اولاد ہو، اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔

''لا فضل لعربی علی عجمی والا فضل لاسود علی ابیض ولا لابیض علی اسود الا بالتقویٰ''

کسی عربی کو عجمی پر

کسی عجمی کو عربی پر

کسی کالے کو گورے پر

کسی گورے کو کالے پر

کسی طرح کی کوئی فضیلت نہیں ہے مگر تقوی سے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے گھر کا دیدار نصیب فرمائے اور اپنے نبی کے روضہ کا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین

''وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین''

☆ ☆ ☆
☆ ☆
☆

Designed By: M.UsMaN-9358144141

DAR-UL-ULOOM IMDADIA
GARHI YAMUNA NAGAR (H.R.) INDIA
MOBIE : 09416024060